لطیفہ ۳۰

روزے کی معرفت کا بیان

قال الاشرف :

الصوم و هو الامساک من الاکل والشرب والجماع و ان یاتی بهما

حضرت سیدّ اشرف جہاں گیرؒ نے فرمایا، روزہ نفس کو کھانے ، پینے اور جماع سے باز رکھنا اور ان اسباب کو روکنے کا نام ہے جن سے یہ خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں چار قسم کی آگ پیدا کی ہیں۔ اوّل دوزخ کی آگ ، دوسری معدے کی آگ، تیسری آگ جو دل میں ہوتی ہے اور چوتھی آگ جو لکڑی جلنے سے پیدا ہوتی ہے۔دوزخ کی آگ کافروں اور فاسدوں کو جلانے کی لیے ہے۔معدے کی آگ کھانے کو ہضم کرنے کے لیے ہے۔ وہ آگ جو دل میں ہوتی ہے وہ ظاہری گناہوں کو جلاتی ہے (بلکہ) درحقیقت دل میں محبت کی آگ وہ آگ ہے جو اغیار اور ماسوی اللہ کے خس و خاشاک یکسر جلا دیتی ہے۔لکڑی کی آگ ہوس کی دیگ پکاتی ہے ۔جس طرح نماز میں تمام اعضا و جوارح محبوس ہو جاتے ہیں اسی طرح روزے میں بھی تمام ظاہری اور باطنی حواس مغلوب ہو جاتے ہیں۔اگرچہ ارکانِ خمسہ بظاہر جدا جدا ہیں، دراصل ایک ہیں۔ان کی مغائرت الفاظ میں ہے معنی کے اعتبار سے ان میں کوئی غیریت نہیں ہے۔

سوال: اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ جب ارکانِ خمسہ حقیقت کے اعتبار سے واحد ہیں تو تکرار کا کیا فائدہ ہے۔

جواب: شریعت میں یہ افعال دواؤں کی مثل ہیں جن کا استعمال جسمانی امراض کو ختم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر پانی کی خاصیت سرد اور تر ہے اور دھنیے کی تاثیر بھی سرد اور تر ہے۔ جہاں پانی استعمال کرانے کی ضرورت ہے تو دھنیا استعمال نہیں کراتے، حکمت کا فائدہ یہ ہے کہ ظاہری طور پر مزا اور مٹھاس مختلف ہے لیکن دراصل ان کی تاثیر ایک ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ روزہ رکھنے سے مراد محض بھوکا رہنا نہیں ہے بلکہ دوسرے فائدے بھی اس کے ساتھ ہیں تاکہ ان کا فائدہ بھی حاصل ہو، اگر محض بھوکا رہنے سے کمال حاصل ہوسکتا تو تمام جوگی کامل ہوتے اور جانور بھوک سے

کمال حاصل کر لیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھوک سببِ کمال نہیں ہے بلکہ کمال عرفان حاصل ہوجانے میں ہے۔ **قال علیه السلام ربّ صائمٌ لیس من صوم الا جوع و عطش** یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بعض روزہ داروں کو ان کے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔ اگرچہ بھوک سے باطن میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور کسی قدر کشف بھی حاصل ہوجاتا ہے لیکن جلد ہی زائل ہوجاتا ہے۔

ایک عورت کی تمثیلی حکایت جو علاقہ بہار میں تھی :

اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ ملک بہار میں ایک لالہ رُخ دوشیزہ کا ایک سرو قد نوجوان سے رشتہ قرار پایا اور اس سمن صفت کا نوجوان سے نکاح ہوگیا۔ دلہن لباسِ حیا اور زیورِ وفا سے آراستہ تھی (شرم کی وجہ سے) تین دن تک دولھا کے گھر میں کچھ نہ کھایا۔ جب بھی دولھا کی ماں کھانے کے لیے کہتی وہ کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتی۔ تین دن میں اسے کمال حاصل ہو گیا۔ چوتھے دن شرم کی چادر اتار کر اس نے سسر سے کہا کہ گھر کا سامان باہر نکال دیں کہ آگ لگنے والی ہے۔ سسر نے اس کی بات پر توجہ نہ دی۔ قدرتِ الٰہی سے ایک ساعت نہ گزرنے پائی تھی کہ گھر میں آگ لگ گئی۔ اس طرح کی چند اور باتیں جو دلہن نے کہیں پوری ہوئیں۔ بالآخر یہ واقعہ حضرت شیخ شرف الدین منیریؒ کے گوش گزار کیا گیا۔ حضرت شیخ نے مزید حالات دریافت فرمائے جو آپ کی خدمت میں عرض کر دیے گئے۔ آپ نے حالات سن کر فرمایا کہ دلہن کو کھانا کھلاؤ اسے کھانا کھلایا گیا، اس کے بعد اس سے دریافت کیا اب بتاؤ تمہارے باطن میں کچھ نظر آتا ہے یا نہیں۔ دلہن نے جواب دیا کہ مجھے تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ حضرت شیخ منیریؒ نے اس وقت فرمایا کہ دراصل بھوکا رہنے کی وجہ سے دلہن کو جزوی کشف حاصل ہوگیا تھا (اب زائل ہوگیا)۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ مشائخ کے اقوال میں بیان کیا گیا ہے **حکایتاً عن اللہ تعالیٰ یا احمد بعزّتی و جلالی وما اول عبادۃ العباد و توبتھم و قربتھم ا لا الصوم والجوع** یعنی اللہ تعالی سے حکایت اے احمد (ﷺ) میری عزت وجلال کی قسم اوّل نہیں ہے، عابدوں کی عبادت، ان کی توبہ اور قربت مگر روزہ اور بھوک۔ اس عمل میں ریاضت، ریاست، مجاہدہ، مشاہدہ، سخاوت، کرامت، آشنائی اور روشنائی سب اوصاف شامل ہیں۔ جسمانی اعمال روحانی ہو جاتے ہیں۔ جسم کی بے خوابی دل کی بیداری کو بالیدہ کرتی ہے۔ اے احمد (ﷺ) روزے اور خاموشی سے زیادہ ہماری بارگاہ میں کوئی عبادت پسندیدہ تر نہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے، اصحابِ طریقت تمام اعضا کا روزہ رکھتے ہیں تا کہ فی الحقیقت روزے کا حق ادا کر سکیں مثلاً آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ حرام شے پر نظر نہ پڑے۔ جس شے پر نظر پڑے اسے رخسارِ حقائق کا آئینہ جانے۔ کان کا روزہ یہ ہے کہ خود کو لایعنی باتیں سننے سے باز رکھے اور جو بات سنے اسے ندائے حقیقی خیال کرے۔ زبان کا روزہ یہ ہے کہ فضول

باتیں کرنے سے خود کو روکے اور جو کچھ کہے اس کلام میں حقیقی متکلم کو ملاحظہ کرے۔ اپنی زبان کو شجرِ موسیٰ کے مانند خیال کرے۔ اس طرح کی اور مثالیں ہیں۔ ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا خیال دل میں پیدا نہ ہو۔رسول اکرم ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے **اذا صمت فلیصم سمعک و بصرک ولسانک** یعنی جب تو روزہ رکھے تو تیرے کان، آنکھ اور زبان (بھی) روزہ رکھیں۔ جو شخص اس طرح روزہ رکھتا ہے وہ خواہ کھائے، پیے یا مباشرت کرے از روئے طریقت وہ روزے دار ہے بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ دائمی روزے دار ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے، **ثلثة یفطرون الغیبة والکذب و الفحش قال اذا غتاب صائم افطر** یعنی تین باتیں روزہ کھول دیتی ہیں، غیبت، جھوٹ اور فحش (نیز) فرمایا، جوں ہی روزے دار نے غیبت کی روزہ کھل گیا۔

احیاء العلوم میں بیان کیا گیا ہے کہ نفس کا روزہ کھانے، پینے اور شہوت سے خود کو روکنا ہے، دل کا روزہ نفس کی خواہشوں کے خلاف ہونا ہے اور روح کا روزہ امیدوں کو قطع کرنا ہے۔عوام گناہوں کی بخشش کی نیت سے روزہ رکھتے ہیں۔خواص نفس پر قہر کی غرض سے روزہ رکھتے ہیں۔خاص الخاص کی نیت خالص اللہ کے لیے ہوتی ہے تاکہ الصوم لی وانا اجزی بہ کی سعادت حاصل ہو یعنی روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔بعض محققین نے کہا ہے کہ روزہ رکھنا روٹی بچانا ہے اور نماز پڑھنا بوڑھی عورتوں کا کام ہے دوسرے کا دل ہاتھ میں لینا مردوں کا کام ہے۔

اگر کوئی شخص ہمیشہ روزہ نہ رکھ سکے تو کھانے کے وقت صرف اسی قدر کھانا کھائے کہ بھوک باقی رہے اور کسی کو اس کی خبر نہ ہو۔اس عمل کی اصل حضرت شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ کسی ملاقاتی کو افطار کراتے تو مہمان کے ساتھ موافقت فرماتے لیکن اس کے بعد کچھ تناول نہ فرماتے۔ بیت:

اے بسا صائم کہ اوہم صائم و ہم مضطرست
وے بسا نائم کہ او در نوم حاضر سا ہر ست

ترجمہ: بہت سے روزہ دار ہیں جو روزے میں بھی بے چین رہتے ہیں، بہت سے ایسے سونے والے ہیں کہ وہ نیند میں حاضر اور بیدار رہتے ہیں۔

(دراصل) روزہ رکھنے سے دل میں ایک خاص قسم کی حیرانی پیدا ہوتی ہے جو رطوبت کو خشک کرتی ہے اور ان غلیظ پردوں کو جلا دیتی ہے جو لذتوں اور شہوتوں سے پیدا ہوتے ہیں۔قلب کے مرکز میں ایسا نور پیدا کرتی ہے جس سے حقائق و معانی کا ادراک ممکن ہو جاتا ہے۔

کل قیامت کے دن فرماں برداروں کی طاعتوں اور عبادت گزاروں کی عبادتوں کا ثواب ان کے دشمنوں کو دیا جا سکتا ہے لیکن روزوں کا ثواب ہرگز نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ ہر طاعت کی جزا بہشت ہے لیکن روزے کی جزا اللہ تعالی ہے۔موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی، تجوع ترانی یعنی آپ بھوکے رہیں (تاکہ) مجھے دیکھیں۔ بہشت

کے ایک دروازے کا نام ''ریّان'' ہے، روزہ دار اس دروازے سے بہشت میں داخل ہوگا۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ روزہ رکھنے کا مقصد کم خوراکی ہے۔ اگر صائم روزہ رکھے اور رات کو پیٹ کی زنبیل بھرے تو یہ بات باعثِ شرم ہے۔کم خوراکی سے متعلق بے شمار نکتے ہیں۔اگرچہ چند چمچے شوربے کے پیے۔ مسافر بھی روزہ دار ہوتا ہے کہ اس کے سفر کی تکلیف کسی طرح روزے سے کم نہیں ہے۔